OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com DOI: 10.5281/zenodo.10514171

"تاریخ تصوف" کی تدوین: ایک تجزیاتی مطالعہ

An analytical study of compilation of "Tareekh-e-Tasawuf"

Zahir Abbas
Ph.D. Scholar AIOU Islamabad.

Dr. Abdul Sattar Malik
Department of Urdu AIOU Islamabad.

Received on: 13-07-2023 Accepted on: 15-08-2023

Abstract

It was the one of the speculative, investigatory and critical plan of Dr. M Iqbal to compile or write a book on " History of Sufism ". For, such type of meaningful topic, he himself collected the relevant material and wrote down two chapters as well as made some hints for the other chapters. But due to some certain reasons, he did not complete the quoted eminent work Later on, the said Notes, written by Allama M Iqbal , were obtained by Dr. Sabir Hussain Kalorvi and he compiled the book titled as " Tareekh e_Tasawuf". However, after some time, the scholar / Researcher approached to Iqbal Museum, Lahore, where the original manuscript of " Tareekh _e_Tasawuf" , written / compiled by Allama M Iqbal was available and the thorough study of it , revealed that the said "Tareekh _ e_Tasawuf " , compiled by Dr. Sabir Hussain Kalorvi had some parts/paragraphs out of the original manuscript were left by him , either intentionally or unintentionally. Therefore, it was indispensable to take an analytical and comparative study of Iqbal's original work (manuscript) of "Tareekh_e Tasawuf" and the same book compiled by the Dr. Sabir Hussain Kalorvi. Hence, this research article has been written to make an analytical and comparative study of the above mentioned manuscript and the compiled book of "Tareekh_e_ Tasawuf", to indicate and analyse the difference in between the both written material.

Keywords: Pantheism, Islamic Sufism, Persian Sufism, Islamic Poetry and Sufism, Compilation

"تاریخِ تصوف" علامہ اقبالؒ کا اسلامی تصوف کو غیر اسلامی عناصر اور عجمی اثرات سے الگ کرنے کا منصوبہ تھا جو کہ بعض وجوہات کی بنا پر پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ اقبالؒ تصوف پر ایک جامع کتاب تالیف کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے اس کتاب کا ایک خاکہ مرتب کیا، دو ابواب کے نوٹس مکمل کیے۔ تیسرے باب کے لیے تمام متعلقہ مواد جمع کر لیا۔ مگر متعدد وجوہ کی بنیاد پر اس کتاب کو ترتیب نہیں دے سکے۔ البتہ باب چہارم اور پنجم کے لیے متفرق اشارات لکھ لیے تھے۔ عرصہ دراز تک یہ مسودہ پڑا رہا تا آنکہ ڈاکٹر صابر کلوروی اسے مرتب کر کے محفوظ کر لینے میں کامیاب ہو گئے۔ علامہ اقبال نے اکبر الٰہ آبادی کے نام ایک مراسلہ، (محررہ: 4 فروری 1916ء) میں اپنی اس تالیف "تاریخ تصوف" کے متعلق یوں ذکر کیا ہے:

"آپ کا والا نامہ مل گیا ہے۔ میں تصوف کی تاریخ پر ایک مبسوط مضمون لکھ رہا ہوں۔ جو ممکن ہے ایک کتاب بن جائے۔ چونکہ خواجہ حسن

نظامی نے عام طور پر اخباروں میں میری نسبت یہ مشہور کر دیا ہے کہ میں صوفیائے کرام سے بد ظن ہوں اس واسطے مجھے اپنی پوزیشن صاف اور واضح کرنی ضروری ہے ورنہ اس طویل مضمون کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ چونکہ میں نے خواجہ حافظ پر اعتراض کیا ہے اس واسطے ان کا خیال ہے میں تحریکِ تصوف کو دنیا سے مٹانا چاہتا ہوں۔ "سرِ اسرارِ خودی" کے عنوان سے انہوں نے ایک مضمون "خطیب" میں لکھا ہے جو آپ کی نظر سے گزرا ہو گا۔ جو پانچ وجوہ انہوں نے مثنوی سے اختلاف کرنے کے لیے لکھی ہیں۔ انہیں ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ "تاریخِ تصوف" سے فارغ ہو لوں تو "تقویۃ الایمان" کی طرف توجہ کروں۔ فی الحال جو فرصت ملتی ہے وہ اسی مضمون کی نذر ہو جاتی ہے۔ افسوس کہ ضروری کتب لاہور کے کتب خانوں میں نہیں ملتیں۔ جہاں تک ہو سکا میں نے تلاش کی ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ اس مضمون کو پڑھ کر خوش ہوں گے۔ منصور حلاج کا رسالہ "کتاب الطواسین" نام سے فرانس میں شائع ہو گیا ہے وہ بھی منگوایا ہے۔"(1)

اس خط کی تاریخِ تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کتاب کا بیشتر حصہ تو فروری 1916ء کے پہلے عشرے میں لکھا جا چکا تھا۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ علامہ نے نیاز الدین خاں کے نام ایک خط میں اس کے متعلق تحریر کیا ہے جو 13 فروری 1916ء کو انہوں نے لکھا تھا:

"میرا تو خیال تھا کہ فرصت کا وقت مثنوی کے دوسرے حصے کو دوں گا جو پہلے سے زیادہ ضروری ہے مگر خواجہ حسن نظامی نے بحث چھیڑ کر توجہ اور طرف منعطف کر دی ہے تصوف کی تاریخ لکھ رہا ہوں۔ دو باب لکھ چکا ہوں۔ یعنی منصور حلاج تک۔ پانچ چار باب اور ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی علامہ ابنِ جوزی کی کتاب کا وہ حصہ بھی شائع کر دوں گا جو انہوں نے تصوف پر لکھا ہے۔ گو ان کی ہر بات میرے نزدیک قابلِ تسلیم نہیں۔ مگر اس سے اتنا تو ضرور معلوم ہو گا کہ علمائے محدثین اس کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں۔ ابنِ جوزی کی کتاب مطبع مجتبائی دہلی سے ملتی ہے۔ مگر آپ اس پر روپیہ خرچ نہ کریں۔ کیونکہ اس کا ضروری حصہ میری تاریخِ تصوف کے ساتھ شائع ہو جائے گا۔ میں نے مترجم سے چھاپنے کی اجازت لے لی ہے۔

تصوف کے ادبیات کا وہ حصہ جو اخلاق و عمل سے تعلق رکھتا ہے نہایت قابلِ قدر ہے کیونکہ اس کے پڑھنے سے طبیعت پر سوز و گداز کی حالت طاری ہوتی ہے۔ فلسفہ کا حصہ محض بے کار ہے اور بعض صورتوں میں میرے خیال میں تعلیم قرآن کے مخالف اسی فلسفے نے متاخرینِ صوفیہ کی توجہ صور و اشکالِ غیبی کے مشاہدہ کی طرف کر دی ہے اور ان کا نصب العین محض یقین و استقامت ہے اخلاقی اور عملی اعتبار سے متصوفین اسلامیہ کی حکایات و معقولات کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔"(2)

چونکہ اسی اثنا میں منصور حلاج کا رسالہ "کتاب الطواسین" فرانس میں اور پروفیسر نکلسن کی کتاب "اسلامی شاعری اور تصوف" بھی منظرِ عام پر آ گئی۔ ان دونوں کے مطالعے کی وجہ سے بھی تصوف کی تاریخ لکھنے کا کام متاثر ہوا اور اسرارِ خودی پر اخبارات میں چھپنے والی بحثیں بھی علامہؒ کی توجہ کا مرکز بنیں۔ لیکن ان تمام حالات کے باوجود علامہ اس منصوبے سے دستبردار نہ ہوئے۔ انھوں نے اپنے ایک خط میں اس کے متعلق خیالات کا اظہار درج ذیل پیرائے میں یوں کیا:

"تصوف کے متعلق میں خود لکھ رہا ہوں میرے نزدیک حافظ کی شاعری نے بالخصوص اور عجمی شاعری نے بالعموم مسلمانوں کی سیرت اور

عام زندگی پر نہایت مذموم اثر کیا ہے اسی واسطے میں نے ان کے خلاف لکھا ہے۔ مجھے امید تھی کہ لوگ مخالفت کریں گے اور گالیاں دیں گے لیکن میرا ایمان گوارا نہیں کرتا کہ حق بات نہ کہوں۔ شاعری میرے لیے ذریعہ معاش نہیں کہ میں لوگوں کے اعتراضات سے ڈروں۔۔۔"(3)

اس کے بعد کچھ عرصہ خاموشی رہی اور تصوف کے حوالے سے علامہ کا مضمون "تصوف وجودیہ "12 دسمبر 2016ء کے وکیل امرتسر میں چھپا جو کہ مقالاتِ اقبال، مرتبہ سید عبدالواحد معینی کے صفحہ نمبر 172 پر موجود ہے اور اس کا ذکر علامہ نے نیاز الدین خان کے نام ایک خط میں خود کیا ہے۔ علامہ لکھتے ہیں:

"۔۔۔افسوس ہے کہ اگست کے مہینے میں تصوف کی تاریخ پر کچھ نہیں لکھ سکا۔ البتہ مثنوی کے دوسرے حصے کے بہت سے اشعار لکھے گئے۔۔۔ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مغربی ہند کے ملاحدہ کے رد اور اصلاح کے لیے مامور کیا تھا۔ اور یہ کام انہوں نے نہایت خوبی سے کیا ہے۔ ان کی کتاب "فضیلت الشیخین" بھی ملاحظہ فرمایئے۔ اس کے آخری حصے میں تصوف پر انہوں نے خوب بحث کی ہے"۔4)

تاریخِ تصوف کی تکمیل میں متعدد رکاوٹیں تھیں جب کہ بنیادی طور پر دو بڑی وجوہات تھیں۔ علامہ کے لیے "تاریخِ تصوف "کی تکمیل میں حائل رکاوٹوں کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر صابر حسین کلوروی "تاریخِ تصوف "کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

"علامہ کے خطوط کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ دو وجوہ کی بناء پر "تاریخِ تصوف "کی تکمیل نہ ہو سکی۔ 1۔ مواد کی کمی اور کتابوں کی عدم فراہمی

2۔ پروفیسر نکلسن کی کتاب "اسلامی شاعری اور تصوف "کی اشاعت

لیکن دو اور امور بھی اس میں مانع رہے۔ اول "رموزِ بے خودی "کی تصنیف اور دوم "اسرارِ خودی" کے قلمی ہنگامے کا سرد ہو جانا علامہ اس ٹھنڈی آگ کو دوبارہ سلگانا نہیں چاہتے ہوں گے۔ "یہ کتاب بھڑوں کے چھتے میں دوسرا پتھر ثابت ہو سکتی تھی۔"(5)

ڈاکٹر صابر حسین کلوروی کے درج بالا بیان کی تائید علامہ اپنے ایک خط میں کرتے ہیں جو انہوں نے حافظ محمد اسلم جیراجپوری کے نام لکھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پروفیسر نکلسن کی کتاب اسلامی شاعری اور تصوف کی اشاعت کس قدر "تاریخِ تصوف "کی تکمیل میں رکاوٹ کا باعث بنی۔ حافظ محمد اسلم جیراجپوری کے نام لکھتے ہیں:

"میں نے ایک تاریخ تصوف کی لکھنا شروع کی تھی۔ مگر افسوس کہ مسالہ نہ مل سکا اور ایک دو باب لکھ کر رہ گیا۔ پروفیسر نکلسن ''اسلامی شاعری اور تصوف'' کے نام سے ایک کتاب لکھ رہے ہیں جو عنقریب شائع ہو گی۔ ممکن ہے یہ کتاب ایک حد تک وہی کام کرے جو میں کرنا چاہتا تھا۔(6)''

حافظ محمد اسلم جیراجپوری کے نام اس خط کے بعد علامہ کی کسی تحریر میں ''تاریخ تصوف'' کا کوئی قابل ذکر حوالہ نہیں ملتا۔ علامہ کے خط بنام نیاز الدین خاں محررہ 13 فروری 1916ء میں یہ بات واضح ہے کہ "تاریخِ تصوف "کے پہلے دو ابواب فروری 1916ء میں لکھے جا چکے

تھے۔ اصل مسودے میں بھی ایسا ہی ہے کہ دو باب مکمل ہیں تیسرا باب نوٹس کی شکل میں موجود ہے۔ تیسرے باب کا ذکر مذکورہ خط میں موجود ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ تیسرے باب میں منصور حلاج کے عقائد کو زیرِ بحث لانا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے "کتاب الطواسین" سے متعدد حوالے نقل کیے تھے۔ جو "تاریخِ تصوف" کے اصل مسودہ میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ حالات اور عقائد کے ضمن میں بعض معاصرانہ شہادتیں بھی بہم پہنچائی گئی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ نے منصور حلاج کے حالات وواقعات میں زیادہ تر معلومات "الکتاب الفہرست" جو الندیم کی تصنیف ہے اس سے اخذ کی ہیں۔

"تاریخِ تصوف" کے اصل مسودہ میں علامہؒ نے اشارات بھی لکھے ہیں۔ ان اشارات میں علامہ نے صوفیا کے بعض ایسے اقوال بھی جمع کیے جو اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں۔ شاید علامہ ان اقوال کو صوفیا کے عقائد میں شامل غیر اسلامی تعلیمات کے ثبوت میں پیش کرنا چاہتے تھے کیوں کہ ہمارے بعض صوفیا غیر اسلامی تعلیمات سے متاثر تھے۔ اصل مسودہ میں ایران کے بعض فارسی شعرا کے متعدد اشعار بھی جمع کیے گئے ہیں جو الحاد اور زندیقیت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان اشارات میں قابل ذکر حصہ انگریزی نوٹس کا ہے جو نکلسن اور آربری کی کتابوں سے ماخوذ نظر آتا ہے۔ علامہ کا یہ خیال بھی تھا کہ وہ ضمیمے کے طور پر علامہ ابن الجوزی کی کتاب "تلبیس ابلیس" کا وہ حصہ بھی شائع کر دیں جو تصوف سے متعلق ہے اور وحدت الوجود کے رد میں لکھا گیا ہے۔ اس ارادے کا ذکر انہوں نے اکبر الٰہ آبادی کے نام لکھے گئے خط محررہ 27 جنوری 1916ء میں کیا۔ "سرگذشت اقبال" کے مصنف "عبدالسلام خورشید" لکھتے ہیں۔

" سوال یہ ہے کہ علامہ کتاب لکھنا چاہتے تھے یا مقالہ؟ اکبر الٰہ آبادی کے نام ایک مکتوب سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کیونکہ علامہ لکھتے ہیں ''میں تصوف کی تاریخ پر ایک مبسوط مضمون لکھ رہا ہوں جو ممکن ہے ایک کتاب بن جائے۔(7)''

اقبال میوزیم ''میں موجود ''تاریخِ تصوف'' کا اصل مسودہ اگرچہ مکمل نہیں (یعنی علامہ نے ادھورا چھوڑ دیا تھا) مگر اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کیسی کتاب لکھنا چاہتے تھے تاہم اس امر کا افسوس ہوتا ہے کہ علامہ اقبالؒ اس کام کو مکمل نہ کر سکے۔ اگر وہ اس کام کو مکمل کر لیتے تو یقیناً یہ کتاب بھی "فلسفہ عجم" سے کم اہمیت کی حامل نہ ہوتی۔ ہر چند کہ یہ کتاب بھی دقیانوسی عقائد کے مالک، راسخ العقیدہ علماء کے گلے کی پھانسی ہی ہے۔

''تاریخِ تصوف'' کے ضمن میں دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک طویل مدت کے دوران میں اس غیر مطبوعہ کتاب کو کوئی نقصان نہ پہنچا اور یہ 1916ء سے 1985ء تک علامہ کے کاغذات میں محفوظ رہی۔ محققین وماہرینِ اقبالیات نے اس کتاب کا ذکر علامہؒ کی موعودہ تصانیف میں ضرور کیا ہے لیکن کسی نے مزید تحقیق کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

علامہ محمد اقبالؒ بیسویں صدی میں برصغیر کی سب سے ممتاز علمی، ادبی اور فکری شخصیت ہیں۔ ان کی تحریروں نے پورے عالمِ اسلام میں بالعموم اور علوم برصغیر میں بالخصوص ایک فکری انقلاب پیدا کیا جس کے نتیجے میں انہیں سیاسی سطح پر حقیقی آزادی نصیب ہوئی۔ ان کے علمی کارناموں میں اقبال شناسوں نے جو توجہ ان کی شاعری پر صرف کی ہے وہ اعتنا ہمیں ان کی نثر کے بارے میں دکھائی نہیں دیتا حالانکہ ان کی

نثری خدمات اشتراک مطالب کے باعث توضیح و تشریح کا کام بھی کر سکتی ہیں اور کمیت میں بھی ان کی شعری کاوشوں سے زیادہ ہیں۔ علامہؒ کی انگریزی نثر ان کی اردو نثر سے زیادہ اور اسلوب میں بہتر ہے۔ ان کی اردو نثر میں ''علم الاقتصاد''(1904ء) جیسی مستقل کتاب کے ساتھ ڈیڑھ ہزار کے قریب مکاتیب، سیکڑوں بیانات، بیسیوں تقاریر، درجنوں خطبات، متعدد مضامین و مقالات کے علاوہ ایک مناسب تعداد دیباچوں، تقاریظ، شذرات، ملفوظات، پیغامات، تبصروں اور توصیفی اسناد پر مشتمل ہے۔

اس ذخیرے سے علامہ اقبال نے اور ان کی حیات میں کسی دوسرے اقبال شناس نے کم کم ہی کام لیا۔ وفاتِ اقبال کے بعد یہ نثری سرمایہ متعدد مجموعہ ہائے مضامین کی صورت میں شائع ہوتا رہا ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات نے اپنے اختصاصی پروگرام، ایم فل اقبالیات میں جہاں حیات و فکر اقبال کے متنوع پہلوؤں پر تحقیقی اور تنقیدی مقالات لکھوانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ وہاں راقم الحروف کو ''علامہ اقبال کی تالیف ''تاریخِ تصوف'' کا توضیحی مطالعہ مع حواشی و تعلیقات'' پر تحقیقی کام کی ذمہ داری تفویض کی گئی۔ ''تاریخِ تصوف'' میں علامہؒ کے تصوف کے بارے میں لکھے گئے وہ نوٹس اور ابواب شامل ہیں جو ''تاریخِ تصوف'' کی تصنیف کے ارادے سے علامہ اقبال نے لکھے اور بوجوہ شائع نہ ہو سکے۔ علامہؒ کی وفات کے بعد ڈاکٹر صابر حسین کلوروی نے 1985ء میں ''تاریخِ تصوف" مرتب کر کے شائع کرا دی۔

زیرِ تحقیق، تالیفِ اقبال ''تاریخِ تصوف'' ڈاکٹر صابر کلوروی کا تحقیقی و تدوینی کام ہے جو کہ تصوف کی تاریخ پر لکھی جانے والی علامہ اقبال کی غیر مطبوعہ تحریر ہے۔ جس کی تدوین و ترتیب کا ذکر موصوف : مرتب ''تاریخِ تصوف'' میں 'عرضِ مرتب' کے طور پر یوں کرتے ہیں:

''جنوری 1983ء میں جب راقم الحروف اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''باقیات شعرِ اقبال'' کے لیے لوازمے کی تلاش میں لاہور پہنچا تو اسے پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب کے توسط سے علامہ کے ذاتی کاغذات اور بیاضوں تک رسائی حاصل ہوئی تو اسے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ علامہ کی جس موعودہ تصنیف کا ذکر ان کے خطوط میں ہوا ہے۔ اس کا مسودہ ان کاغذات میں موجود ہے۔ (میں نے اس دریافت کی اطلاع پروفیسر عبدالجبار شاکر، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور اس وقت کے اقبال اکیڈمی کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر وحید قریشی کو بھی دی۔) اس کتاب کی تدوین کا کام تو انہی دنوں شروع ہو گیا تھا۔ لیکن مسودے کے بعض الفاظ پڑھے نہیں جا سکتے تھے۔ اور پھر بعض دوسری مصروفیات بھی حائل رہیں۔ چنانچہ یہ کام اب جا کر مکمل ہوا۔(8)

1985ء میں ''تاریخِ تصوف'' کو مرتب کر کے شائع کر دیا گیا لیکن بہت سارے پیرا گراف اور خصوصاً انگریزی میں لکھے گئے نوٹس کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ''تاریخِ تصوف'' کے متن کے اس حصہ کو جو انگریزی اشارات پر مبنی تھا اس کا موصوف (مرتب) نے خود اعتراف کیا ہے:

''ضمیمہ انگریزی میں لکھے ہوئے اشارات پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ نامکمل ہے۔ علامہ کی انگریزی تحریر کا پڑھنا ذرا مشکل کام ہے۔ اور سرِدست راقم الحروف کو علامہ کی ان ذاتی کتابوں تک رسائی بھی حاصل نہیں جو ''تاریخِ تصوف'' کی تحریر کے زمانے میں اِن کے زیرِ مطالعہ رہیں۔ انشاءاللہ اگلے ایڈیشن میں یہ کمی پوری کر دی جائے گی۔"(9)

واضح رہے کہ ڈاکٹر صابر حسین کلوروی اپنی اس خواہش کی تکمیل سے قاصر رہے اور اپنی زندگی میں ''تاریخِ تصوف'' کا دوسرا حصہ ''انگریزی نوٹس'' دوسرے ایڈیشن میں شائع نہ کر سکے۔ لہٰذا تاحال نہ صرف ''تاریخِ تصوف'' اس تشنگی کا شکار رہی بلکہ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع نہ ہو سکا۔ اس طویل عرصے (1985ء تا 2016ء) کے بعد راقم الحروف کو یہ سعادت اور توفیق اللہ نے عطا کی کہ اپنی سی ایک کاوش کر کے اس میں موجود کمی اور کوتاہیوں کو ختم کرنے کی سعی کی اور ''علامہ اقبال کی تالیف "تاریخِ تصوف" کا توضیحی مطالعہ اور حواشی و تعلیقات'' کے زیرِ عنوان اس کتاب کا انگریزی حصہ بھی ترجمے کے ساتھ پیش کیا۔ اس مقالے میں ''تاریخِ تصوف'' مرتبہ ڈاکٹر صابر حسین کلوروی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا تو اندازہ ہوا کہ اصل مسودے کے ساتھ موازنہ کرنے سے اس کا متن متعدد اغلاط و اسقام سے پُر اور نامکمل ہے۔ تحقیق کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا بجا ہو گا کہ علامہ ایسی عبقری شخصیت کے فکر و فن کا احاطہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک علامہ کے تمام نثری اور شعری آثار تدوینی اصولوں کے مطابق مدون ہو کر سامنے نہیں آ جاتے۔ زیرِ نظر کتاب اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جو علامہ اقبالؒ کے نظریہ تصوف اور نظریہ وحدت الوجود کے متعلق نئے زاویوں کی نشاندہی کرے گی۔ اور اس سے علامہ کے خطوط، مقالات اور شاعری کے متعلقہ مباحث کی مزید وضاحت ہو سکے گی۔

علامہؒ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے مسودہ (مملوکہ اقبال میوزیم) اور ''تاریخِ تصوف'' مرتبہ ڈاکٹر صابر حسین کلوروی کے متن کا موازنہ کرنے کے بعد یہ راز کھلا کہ ''تاریخ ِ تصوف'' مرتبہ ڈاکٹر صابر حسین کلوروی، تدوین کاری کے لوازم سے یکسر عاری ہے اور متن میں متعدد خامیوں کے باعث اس کتاب کے متن کی علمی اور فکری نتائج کے استخراج کے لیے تدوین نو کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

1۔ باب اول میں ڈاکٹر صابر حسین کلوروی نے عنوان اپنی فہم کے مطابق دیا اور اصل مسودہ میں جس صفحہ پر عنوانات کی فہرست موجود ہے اس کے مطابق پہلے باب کا عنوان "تصوف پر ایک تاریخی تبصرہ" ہے۔ واضح رہے کہ "تاریخِ تصوف" مرتبہ؛ ڈاکٹر صابر حسین کلوروی میں صفحہ نمبر 28 پر باب اول کا عنوان "تصوف کی ابتدا کیوں کر ہوئی" لکھا گیا ہے۔ اس صفحہ پر دیا گیا متن اصل مسودہ میں باب اول کی "تمہید" کے تحت درج ہے۔ اصل مسودہ میں "تمہید" کے متن کے بعد عنوان "تحریکِ تصوف کی اصلیت اور اس کے پیدا ہونے کے اسباب" قائم کیا گیا ہے۔ یہ عنوان جس صفحہ پر موجود ہے اس کا مکمل متن موصوف، "مرتب" اپنی مرتبہ "تاریخِ تصوف" میں شامل کرنے سے قاصر رہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ متن راقم الحروف نے اپنے ایم فل مقالہ میں شامل کر دیا ہے۔

2۔ اسی طرح باب اول کی تمہید کے ذیل میں دیے گئے متن کے پہلے پیرا گراف کے بعد ڈاکٹر صابر کلوروی نے حوالہ نمبر ۵ کے تحت علامہؒ کے قلمزد متن میں شعر کو یوں لکھا ہے:

تقلید کی ٹھہری تو بنوں گا شیعہ

کس واسطے چھوڑوں بجز [ ] امام

جبکہ اصل نسخے میں شعر یوں ہے:

''تقلید کی ٹھہری تو بنونگا[بنوں گا] شیعہ
کس واسطے چھوڑ دیجیے افضیلتِ امام''

3۔باب دوم کے آخری پیرا گراف میں سے ایک مثال اصل مسودہ کے متن میں شامل ہے جبکہ ''تاریخ تصوف'' مرتبہ ڈاکٹر صابر حسین کلوروی میں اس متن کو بوجوہ نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ نظرانداز کیے گئے متن کو حوالے کے طور پر یہاں نقل کیا جاتا ہے:

'' حضرت ابو یزید بسطامیؒ کی طرف بہت سے دعاوی منسوب کیے گئے مثلاً :مرے خرقے میں سوائے خدا کے اور کوئی نہیں اور میرا علم محمدؐ کے علم سے بلند تر ہے(10)متاخرین نے جو کچھ بسطامیؒ کی طرف منسوب کیا ہے ہم تو اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کی حاشا عن جنابہٖ اور اس عقیدہ کی دلیل ہمارے پاس شیخ الاسلام عبداللہ محمد انصاری ہروی کا قول ہے جس کے حوالے سے مولانا جامیؒ نے نفحات میں لکھا ہے کہ بایزید پر بہت سا جھوٹ لوگوں نے لگایا ہے۔ حضرت بایزیدؒ کا دامن اس قسم کے شطحیات سے ہمارے نزدیک بالکل پاک ہے وہ صاحب اجتہاد عالم دین تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر استقامت رکھتے تھے۔اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔''(11)

باب سوم میں ایک صفحہ مکمل طور پر ڈاکٹر صابر حسین کلوروی کی مرتبہ ''تاریخ تصوف'' میں شامل نہیں ہے جسے حوالے و حواشی کے ساتھ راقم الحروف نے اپنے ایم فل کے تحقیقی مقالے ''تاریخ تصوف کا توضیحی مطالعہ مع حواشی و تعلیقات'' کے باب سوم کے آخر میں شامل کر دیا ہے۔اس کے علاوہ ڈاکٹر صابر حسین کلوروی کی مرتبہ ''تاریخِ تصوف'' کے باب سوم کی طرح باب چہارم کے متن میں بھی اس طرح کے اسقام موجود ہیں جنھیں مذکورہ تحقیقی کام میں دور کرنے کی بھرپور سعی کی گئی ہے اور اس تحقیقی کام کے دوران میں،اصل مسودہ کے مطابق "تاریخِ تصوف" مرتبہ ڈاکٹر صابر حسین کلوروی کے متن میں متروکہ یا غلط متن کو درست کر کے نمایاں کر دیا گیا ہے۔

"تاریخِ تصوف" مرتبہ: ڈاکٹر صابر حسین کلوروی، میں اس طرح کی متعدد اغلاط واسقام کو پر کرنے کی گنجائش موجود تھی اسی طرح انگریزی اشارات کے بارے میں مرتب نے خود ہی اعتراف کیا تھا جس کا ذکر سطورِ بالا میں کیا جا چکا ہے۔مقالہ بعنوان "علامہ اقبال کی تالیف "تاریخِ تصوف"کا توضیحی مطالعہ مع حواشی و تعلیقات"میں ان انگریزی اشارات کو مرتب کر کے انگریزی متن کا ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔واضح رہے کہ مذکورہ تحقیقی کام کے لیے کافی تلاشِ بسیار کے بعد "تاریخِ تصوف"کا اصل مسودہ ''اقبال میوزیم لاہور'' سے ملا۔اس مسودے کا ایک نسخہ "اقبال اکیڈمی لاہور" میں بھی موجود ہے۔مذکورہ تحقیقی مقالے میں دونوں نسخوں کے باہمی موازنے کے بعد اصل متن کی بازیافت کی گئی اور اساسی نسخہ "اقبال میوزیم لاہور"کے متن کو بنیاد بنایا گیا۔

علامہ کی اس تالیف کے تحقیقی و تنقیدی مطالعے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ نثر میں علامہ کی دوسری متنوع تحریروں کو بھی ایک خاص تحقیقی و تنقیدی طریقہ کار سے گزار کر پیش کرنا از حد ضروری ہے۔جب تک ہم فکرِ اقبال کے ان تمام منابع کی تحقیق کر کے ان متون کے تحقیقی و تنقیدی ایڈیشن تیار نہیں کریں گے،افکارِ اقبال اور اقبال کے شعری سرمائے کی وضاحت اور تفہیم کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔

علامہ اقبالؒ کی اردو نثر کی تدوین کے علاوہ،ان کے اسلوبِ تحریر پر بھی ایک مستقل تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ان کی نثری خدمات کی تحقیق و تدوین کے ساتھ اس پر علمی و فکری اور تنقیدی کام کا آغاز بھی ہونا چاہیے۔اقبال کی نظم و نثر ہر دو اس طور پر مرتب ہوں گی تو فکرِ اقبال کے مکمل

جائزے اور تفہیمی مطالعے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔

حواشی و تعلیقات

1۔ مظفر حسین برنی، سید، مرتب، کلیات مکاتیب اقبال، جلد اول، اردو اکادمی دہلی، ص: 462

2۔ ایضاً، ص: 472

3۔ ایضاً، ص: 518

4۔ ایضاً، ص: 529

5۔ صابر حسین کلوروی، ڈاکٹر، تاریخِ تصوف، مانسہرہ، 2 مارچ 1985ء، ص: 24

6۔ مظفر حسین برنی، سید، مرتب، کلیات مکاتیب اقبال، جلد دوم، اردو اکادمی دہلی، ص: 92

7۔ عبدالسلام، خورشید، ڈاکٹر، سر گزشتِ اقبال، اقبال اکادمی لاہور، پاکستان، طبع اول، ص: 492

8۔ صابر حسین کلوروی، ڈاکٹر، تاریخِ تصوف، مانسہرہ، 2 مارچ 1985ء، ص: 8

9۔ صابر حسین کلوروی، ڈاکٹر، تاریخِ تصوف، مانسہرہ، 2 مارچ 1985ء، ص: 7

10۔ یہ متن علامہ کے اصل مسودہ "تاریخِ تصوف" کے نوٹس میں شامل ہے لیکن مرتب نے اسے نظر انداز کر دیا۔ ہو سکتا ہے کہ مرتب نے دانستہ طور پر اسے ترک کر دیا ہو لیکن ایسا تدوین میں قابلِ قبول نہیں ہے۔ یہاں علم اور عَلَم بمعنی جھنڈا دونوں میں فرق کرنا از حد ضروری ہے اور اس کی بنیادی وجہ ابہام سے بچنا اور تحقیق و تدوین کے تقاضے پورا کرنا ہے۔ بہر حال علم ہو یا عَلَم دونوں صورتوں میں اسلامی تصوف میں غیر اسلامی عناصر کی نشان دہی کرنا مقصود تھا۔ اور علامہ اقبال بھی اسے اسی لیے قرطاسِ تحریر میں لائے۔

11۔ اصل مسودہ "تاریخِ تصوف" مملوکہ "اقبال میوزیم لاہور۔

References

1. Muzafar Hussain Barni, Muratib: Kulyat Makateeb Iqbal, Vol: 1, Urdu Academy Delhi, p. 462.
2. Ibid, p. 472.
3. Ibid, p. 518.
4. Ibid, p. 529.
5. Sabir Hussain Kalurvi, Dr., Tareekh Tasawuf, Mansehra, 2 March 1985, p. 24.
6. Muzafar Hussain Barni, Muratib: Kulyat Makateeb Iqbal, Vol: 2, Urdu Academy Delhi, p. 92.
7. Abdul Salam, Khurseed, Dr., Sargasht-e-Iqbal, Iqbal Academy Lahore, Pakistan, Vol: 1, p. 492.
8. Sabir Hussain Kalurvi, Dr., Tareekh Tasawuf, Mansehra, 2 March 1985, p. 8.
9. Sabir Hussain Kalurvi, Dr., Tareekh Tasawuf, Mansehra, 2 March 1985, p. 7.
10. This text is included in the notice of Allama's original draft "Tarikh-e-Tasawwuf", but the compilation ignored it. The compilation may have deliberately abandoned it but is not acceptable in Istadwin. Here it is very important to distinguish between knowledge and knowledge, and the main reason for this is to avoid ambiguity and meet the requirements of research and editing. However, in both cases of knowledge and knowledge, it was intended to identify non-Islamic elements in Islamic Sufism. And Allama Iqbal also brought it in the qurtas writing for the same reason.
11. Asal Maswada “Tareekh-e-Tasawuf” Mumlooka Iqbal Museum Lahore.